Volume 01, Issue 02,
July-December 2023
PP: 01-06
Open Access on:
www.alimanjournal.com

AL-IMAN Research Journal
P-ISSN: 3006-1261 E-ISSN: 3006-127X

محمد رسول اللہ ﷺ بطور حکم

The Prophet Muhammad (ﷺ) as a Decision Maker

Hamza Zafar
MPhil Scholar, Department of Quran-o-Sunnah, University of Karachi.
hamzazaf000@gmail.com

Abstract & Indexing

WORLD of JOURNALS
DRJI
OPEN ACCESS
Signatory of DORA
ACADEMIA
EuroPub
REVIEWER CREDITS

Abstract

Justice is necessary to establish peace among all human beings throughout the world. Peace cannot be established without establishing justice. The Messenger of Allah (ﷺ) made practical practice of judging according to justice throughout his life. There are many aspects of the Prophet's biography and different books have been written on each of them. Allah, the Exalted, sent him (ﷺ) as a judge and judge in this world. The research paper under consideration will describe the decision-making process of the Holy Prophet. For this, the incidents of the Prophet (ﷺ) will be narrated in which he (ﷺ) decided between two people. These decisions are also related to societal values and also related to domestic issues. Some decisions are related to lands, and some decisions are related to deities. In summary, the way of the Prophet (ﷺ) to pronounce a decision between the parties is a source of guidance for us.

Keywords

Prophet, Decision, Judge, Society, Justice.

Published by:

HIRA INSTITUTE of Social Sciences Research & Development

All Rights Reserved © 2023 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

تمہید

اللہ جل شانہ نے انسانیت کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے حضور ہادی عالم ﷺ کو آخری نبی بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپ ﷺ کی تعلیمات چونکہ قیامت کے لیے ہیں، اس لیے یہ ضروری ٹھہرا کہ آپ ﷺ کی ذات میں وہ تمام صفات و کمالات جمع ہوں جن کی نسلِ انسانی کو ضرورت ہے۔ اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں کہ دنیائے عالم پر جو نقوش آپ ﷺ کی ذات مبارکہ نے چھوڑے ہیں، تاریخ انسانی اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ آپ ﷺ کی ذات گرامی تمام کمالات کا مجموعہ اور اور تمام صفات عالیہ کا مظہر ہے۔ آپ ﷺ معلم بھی ہیں، مزکی بھی ہیں، ہادی بھی ہیں، شارع بھی ہیں، منتظم بھی ہیں، سیاست دان بھی ہیں، جرنیل بھی ہیں، سپہ سالار بھی ہیں، معاشرت بھی آپ نے سکھائی، معیشت بھی آپ نے روشناس کروائی، جنگ کرنے کے طریقوں سے بھی آپ نے باخبر کیا، تجارت کے اصول بھی آپ نے بتلائے۔ بچوں کے ساتھ معاملات، بڑوں کے آداب، بیویوں کے درمیان برابری، بین الاقوامی تعلقات سب آپ نے بتلائے۔ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کے کئی پہلو ہیں، اور وہ تمام پہلو اپنے اندر اس قدر جامعیت رکھتے ہیں کہ نسلِ انسانی کی مکمل ہدایت کا سامان ہو جائے۔ سیرت کے انہیں مختلف پہلوؤں میں سے ایک پہلو آپ ﷺ کا حکم اور قاضی ہونا بھی ہے۔ ایک کامیاب اور پرامن معاشرے کے لیے ضروری ہے کہ قوم کا قاضی عادل ہو، جو عدل وانصاف کو یقینی بنائے۔ رسول اللہ ﷺ ایک بہترین عدل پسند قاضی بھی تھے، آپ ﷺ نے ہمیشہ عدل وانصاف پر مبنی فیصلے کیے۔

حضور ﷺ کے فیصلے کی اہمیت

اللہ جل شانہ نے آپ کو مسلمان کے مابین حکم اور فیصلہ کرنے والا بنا کر بھیجا، اور لوگوں کے ایمان کو آپ کے فیصلے پر راضی ہونے سے مشروع کر دیا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے کہ "فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا"[1] کہ "تمہارے پروردگار کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتے جب تک یہ اپنے باہمی جھگڑوں میں تمہیں فیصل نہ بنائیں پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس کے بارے میں اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں، اور اس کے آگے مکمل طور پر سر تسلیم خم کر دیں"۔[2] اور ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا: " إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ"[3]، کہ "بیشک ہم نے حق پر مشتمل کتاب تم پر اس لیے اتاری ہے تاکہ تم لوگوں کے درمیان اس طریقے کے مطابق فیصلہ کرو جو اللہ نے تم کو سمجھایا ہے"۔[4]

نبوت سے قبل آپ ﷺ کے فیصلے

آپ ﷺ کی بعض صفات ایسی ہیں جن کے اہل عرب نبوت سے پہلے بھی معترف رہے، اور نبوت کے اعلان کے بعد بھی ان صفات کا چرچا ان کے درمیان ہوتا رہا، اور کیا دوست کیا دشمن سب ہی ان صفات کے معترف اور قائل رہے۔ ان صفات میں سے ایک صفت درست اور مبنی برحق فیصلہ کرنے کی تھی۔ نہ صرف نبوت کے بعد بلکہ نبوت سے پہلے بھی مشرکین مکہ اپنے مختلف جھگڑوں اور تنازعات میں آپ کے فیصلوں پر تسلیم خم کرتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ محض بیس سال کی عمر میں رسول اللہ ﷺ امن و آشتی کے پرچار اور ظلم کے خلاف مظلوم کی دادرسی کرنے کے لیے حلف الفضول نامی معاہدے میں شریک ہوئے۔ ایسے ہی رسول اللہ ﷺ کو نبوت ملنے سے قبل جب خانہ کعبہ کی تعمیر ہوئی، تو ہر قبیلہ نے اس میں حصہ لیا۔ حجر اسود کے نصب کرتے وقت یہ نزاع پیدا ہوا کہ کون حجر اسود کو نصب کرے گا، ہر ایک کی خواہش تھی کہ وہ اس سعادت کو حاصل کرے۔ نزاع بڑھتا ہی رہا اور کسی فیصلے پر سب متفق نہ ہوسکے، تو یہ رائے قابل قبول ٹھہری کہ کل صبح جو سب سے پہلے بیت اللہ میں داخل ہو وہ ہمارے درمیان فیصلہ کر دے۔ اگلے دن سب سے پہلے آپ ﷺ مسجد حرام میں تشریف لائے۔ آپ ﷺ کو دیکھتے ہی سب خوش ہوگئے اور کہا کہ ہم آپ کے فیصلے پر راضی ہیں۔ آپ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ ایک چادر میں حجر اسود کو رکھ دیا جائے، اور ہر قبیلہ کا سردار

چادر کا ایک کونہ پکڑلے، سب نے ایسا ہی کیا، پھر آپ نے اپنے دست مبارک سے حجر اسود کو اس کی جگہ پر نصب کر دیا۔ یہ واقعہ واقعہ تحکیم کے نام سے جانا جاتا ہے۔ ابو طالب نے اس موقع پر آپ ﷺ کی شان میں اشعار پڑھے:

إِنَّ لَنَا أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ فِي الْحُكْمِ وَالْعَدْلِ الَّذِي لا نُنْكِرُهُ[5]

ترجمہ:"وہی ہمارے لیے اول ہیں، اور وہی ہمارے لیے آخر ہیں، اور فیصلے میں اور عدالت میں ہم ان کا انکار نہیں کرتے"۔

رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کرنے کا طریقہ

آپ ﷺ متخاصمین کے ساتھ یکساں سلوک فرماتے، اور ان کے درمیان ایسا فیصلہ فرماتے تھے کہ جس سے صاحب حق کو اس کا حق مل جائے۔ اکثر اوقات آپ ﷺ فریقین میں صلح کروادیا کرتے تھے، اور انہیں دوسرے کا حق مارنے پر خدا تعالیٰ کی طرف سے وعید سناتے تھے۔ ذیل میں رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کرنے کے مختلف طریقے ذکر کیے جاتے ہیں۔

صلح کروانا

آپ ﷺ کی اکثر و بیشتر یہی کوشش ہوتی تھی کہ فریقین کے مابین صلح ہو جائے، اور خوش اسلوبی کے ساتھ معاملہ نپٹ جائے، اور اگر مصلحت دیکھتے تو ایک فریق کے حصہ میں سے کچھ کمی بھی کر دیتے، تاکہ معاملہ سلجھ جائے۔ چنانچہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کا کچھ قرضہ ابن ابی حدرد رضی اللہ عنہ پر تھا، اور انہوں نے مسجد نبوی میں ان سے قرضہ وصول کرنے کا تقاضا کیا، اس دوران کچھ آواز بلند ہوئی، تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے حجرہ مبارکہ کا پردہ ہٹا کر حضرت کعب کو آواز دی اور کچھ قرضہ کرنے کا کہا، جسے انہوں نے فوراً کم کر دیا۔ اب آپ ﷺ نے ابن ابی حدرد رضی اللہ عنہ کو بقایا قرضہ ادا کرنے کا حکم دیا، یوں دونوں کے مابین نزاع دور ہوا۔[6]

شرعی حکم کے مطابق فیصلہ

اگر فریقین میں صلح نہ ہو سکتی تو رسول اللہ ﷺ شریعت کے حکم کے عین مطابق خصمین میں فیصلہ فرماتے۔ جیسے ایک موقع پر ایک انصاری صحابی نے حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے ساتھ پانی کے راستے میں جھگڑا کیا، اور وجہ اس کی یوں تھی کی ان دونوں حضرات کی زمین باری باری ایک پانی سے سیر اب ہوتی تھی، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی زمین پہلے آتی تھی، اس لیے وہ پہلے اپنی زمین کو سیر اب کرتے، پھر انصاری صحابی کی طرف پانی چھوڑ دیتے۔ اس بات پر نزاع ہوا اور معاملہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے حضرت زبیر سے فرمایا: "أَسْقِ يَا زُبَيْرُ، ثُمَّ أَرْسِلِ المَاءَ إِلَى جَارِكَ" کہ "آپ پہلے اپنی زمین میں پانی چھوڑ دیں پھر اپنے پڑوسی کے لیے پانی چھوڑ دیا کریں۔ اس پر انصاری صحابی نے کہا کہ یہ آپ کے پھوپھی کے بیٹے ہیں اس لیے آپ نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے چہرہ انور کا رنگ بدل گیا، اور آپ ﷺ نے اب کی بار عین مبنی پر حق اور ہر ایک کا حق اس کو دیتے ہوئے فیصلہ فرمایا کہ "اسْقِ يَا زُبَيْرُ، ثُمَّ احْبِسِ المَاءَ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى الجَدْرِ"، کہ "اے زبیر پہلے آپ اپنی زمین کو سیر اب کریں، اور پانی روکے رکھیں یہاں تک کہ اس کی منڈیر تک پانی آجائے، پھر اپنے پڑوسی کے لیے پانی چھوڑیں"۔[7] یہاں آپ ﷺ نے ابتداء میں کچھ تخفیف والا فیصلہ فرمایا، اور علامہ آلوسیؒ لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو اشارہ بھی کیا کہ وہ کچھ تخفیف کریں[8]، تاکہ فریقین کی رعایت ہو جائے، لیکن دوسری مرتبہ حضرت زبیر کو ان کا مکمل حق دیا، اور انصاری کے حق میں بھی کوئی کوتاہی نہیں ہوئی۔

جھوٹی قسم کھانے سے ڈرانا

اگر مدعی کے پاس اپنے دعویٰ پر گواہ نہ ہوں تو مدعی علیہ قسم کھایا کرتا ہے، یہی اسلامی طریقہ ہے۔ آپ ﷺ گواہ نہ ہونے کی

صورت میں مدعی علیہ کو قسم کھانے کا حکم دیتے لیکن جھوٹی قسم کھانے پر وعید سے ڈراتے، اور یہ بھی آپ کی رحمت ہی کا ایک مظہر تھا، تاکہ انسان سمجھ جائے اور دنیا کے تھوڑے فائدے کے لیے اپنے اخروی اور دائمی فائدے سے ہاتھ نہ دھو بیٹھے۔

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ آپ ﷺ کی خدمت میں موجود تھے، اتنے میں دو آدمی آئے، اور وہ دونوں ایک زمین کے حوالے سے جھگڑ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے مدعی سے گواہ طلب کیا، اس کے پاس گواہ نہیں تھا، تو شریعت کے مطابق آپ نے مدعی علیہ سے قسم کھانے کا کہا۔ مدعی نے کہا کہ اگر قسم پر فیصلہ ہے تو اس طرح تو یہ جھوٹی قسم کھا کر میرا حق ہتھیا لے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا" لَيْسَ لَكَ إِلَّا ذَاكَ"، کہ "تیرے لیے اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں"۔ جب مدعی علیہ قسم کھانے لگا تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا:" مَنْ اقْتَطَعَ أَرْضًا ظَالِمًا لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ"[9]، کہ "جس کسی نے دوسرے کی زمین ظلم کرتے ہوئے ہتھیالی، تو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ جل شانہ اس پر غصہ ہوں گے"۔

خلاف شرع حکم کو رد کرنا

آپ ﷺ نہ صرف شریعت کے مطابق فیصلے کیا کرتے تھے، بلکہ خلاف شریعت کیے گئے فیصلوں کو بدل کر درست فیصلہ کیا کرتے تھے۔ ایک موقع پر دو شخص آپ ﷺ کی خدمت میں آئے، اور عرض کی کہ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطبق فیصلہ فرمادیں، اور مسئلہ بتایا کہ میرا بیٹا اس دوسرے آدمی کے یہاں مزدوری کرتا تھا، اور میرے بیٹے نے اس کی بیوی کے ساتھ زنا کیا، ہمیں یہ بتایا گیا کہ میرے بیٹے کو رجم کیا جائے گا اس لیے میں نے سو بکریاں اور ایک باندی دے کر اس کا فدیہ ادا کر دیا۔ بعد میں اہل علم نے بتلایا کہ میرے بیٹے کو تو سو کوڑے لگائیں جائیں گے، اور سال بھر کے لیے جلاوطن کیا جائے گا، اور رجم تو اس کی بیوی پر ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:"لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللَّهِ، أَمَّا الوَلِيدَةُ وَالغَنَمُ فَرَدٌّ عَلَيْكَ، وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ، وَتَغْرِيبُ عَامٍ"، کہ "میں تمہارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا، وہ باندی اور تمہاری بکریاں تمہیں لوٹا دی جائیں گی، اور تمہارے بیٹے کو سو کوڑے لگائیں جائیں گے، اور سال بھر کی جلاوطنی ہوگی"[10]۔ اس کے ساتھ آپ ﷺ نے ایک اور صحابی کو حکم دیا کہ وہ جائیں اور اس عورت سے پوچھیں، اگر وہ اعتراف کرلے تو اسے رجم کریں، چنانچہ ایسا ہی ہوا، اور اسے رجم کیا گیا۔ یہاں آپ ﷺ نے خلاف شریعت کیے گئے فیصلے کو منسوخ کر کے عدل وانصاف کے مطابق فیصلہ فرمایا۔

نزاع ختم کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش کرنا

آپ ﷺ فریقین میں صلح کروانے اور نزاع ختم کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش کیا کرتے تھے، یہاں تک کہ اگر کسی معاملہ میں کوئی ذمہ داری قبول کرنے والا نہ ہوتا تو آپ ﷺ اپنی طرف سے مظلوم کی دادرسی کرتے، چنانچہ ایک موقع پر جب عبد اللہ بن سہل رضی اللہ عنہ کا مقتول جسم خیبر میں پایا گیا اور کسی طرح بھی اس کے قاتل کی تعیین نہ ہو سکی، اور معاملہ کسی طور نہ سلجھ سکا تو آپ ﷺ نے اپنے پاس سے ان کی دیت ادا فرمائی۔[11] ایسے ہی آپ ﷺ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے والد کا قرضہ ادا کرنے کے لیے خود تشریف لائے، اور قرض خواہوں کو اپنے دستِ مبارک سے کھجوریں دیں، جبکہ اس سے پہلے قرض خواہ ان کھجوروں کے لینے سے انکار کر چکے تھے۔[12]

ظاہر پر فیصلہ کرنا

رسول اللہ ﷺ فریقین کی ظاہری حالت پر فیصلہ فرماتے تھے، اور بسا اوقات وحی کے ذریعے اس فیصلے کی تائید یا اس کے بارے میں کوئی آیت نازل ہو جاتی۔ خود آپ ﷺ نے فرمایا:"إِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ، وَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ، فَإِنْ قَضَيْتُ لِأَحَدٍ مِنْكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ، فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ، فَلاَ يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا"، کہ "تم لوگ میرے

یہاں اپنے مقدمات لاتے ہو اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک تم میں دوسرے سے دلیل بیان کرنے میں بڑھ کر ہوتا ہے، پھر میں اس کو اگر اس کے بھائی کا حق دلا دوں، تو میں اس کو دوزخ کا ایک ٹکڑا دلا رہا ہوں"۔[13]

قضاۃ کے لیے ارشادات نبوی ﷺ

آپ ﷺ نے زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق امت کو ہدایت دیں ہیں، قضاۃ اور حاکم کو بوقت قضاء اور فیصلہ کرتے وقت کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے، آپ ﷺ نے اپنے ارشادات سے ان کے حوالے سے مکمل رہنمائی کی ہے۔ چنانچہ فرمانی نبوی ہے:"لاَ يَحْكُمُ الحَاكِمُ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ"، کہ "قاضی غصہ کی حالت میں فیصلہ نہ کرے[14]۔ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:" فَإِذَا جَلَسَ بَيْنَ يَدَيْكَ الْخَصْمَانِ، فَلَا تَقْضِيَنَّ حَتَّى تَسْمَعَ مِنَ الْآخَرِ"[15] کہ "جب دونوں فریق تمہارے سامنے بیٹھ جائیں تو اس وقت تک فیصلہ نہ کرنا جب تک دوسرے کی بات نہ سن لو"۔

آپ ﷺ کے متفرق فیصلے

آپ ﷺ نے اپنی حیات مبارک میں کئی فیصلے کیے۔ یہ تمام فیصلے مبنی بر حق تو تھے ہی، ساتھ ساتھ پوری امت کے لیے کئی اسباق لیے ہوئے تھے۔ ذیل میں آپ ﷺ کے چند فیصلے ذکر کیے جاتے ہیں۔

- نبی کریم ﷺ نے بنی مخزوم کی عورت کا ہاتھ کاٹنے کا فیصلہ کیا، باوجود یہ کہ اس عورت کے حق میں کئی سفارشیں آئیں[16]۔
- آپ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ جو کوئی قتل خطا میں مارا جائے، اس کی دیت سو اونٹ ہو گی۔[17]
- بچہ کے نسب کے متعلق آپ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ بچہ کا نسب اپنی ماں کے شوہر سے ہی ثابت ہو گا[18]۔
- آپ ﷺ نے قابل تقسیم چیزوں میں شرکاء کے درمیان شفعہ کا فیصلہ فرمایا۔[19]

خلاصہ بحث

رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ ہمارے لیے مشعل راہ ہے، اور آپ ﷺ نے کارخانہ قدرت میں کام کرنے والے ہر شخص کے لیے اس کے میدان کے متعلق مکمل رہنمائی فرمائی ہے۔ یہاں ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ موجودہ زمانے کے جج اور جرگہ میں اعلیٰ درجہ پر فائز لوگوں کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ اللہ نے ان کے ہاتھ میں ایک بہت بڑی امانت سونپی ہے، ان کے قلم کی جنبش کسی کا ظالم کا سر قلم بھی کروا سکتی ہے، اور مظلوم کے خلاف بھی چل سکتی ہے، اس لیے قاضی کو بہت سنبھل کر چلنا ہو گا۔ یہ بہت ہی نازک مرحلہ ہے، اسی لیے ایک حدیث میں آپ ﷺ نے قاضی کے متعلق فرمایا ہے کہ: "جسے قاضی بنا دیا گیا وہ بغیر چھری کے ذبح کر دیا گیا"۔ ہمارا فرض ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کو سامنے رکھتے ہوئے ہم فیصلہ کریں۔

حواشی وحوالہ جات

[1] سورۃالنساء:65۔

[2] عثمانی، محمد تقی، آسان ترجمہ قرآن، سورۃالنساء:65، ص:192۔

[3] سورۃالنساء:105۔

[4] عثمانی، محمد تقی، آسان ترجمہ قرآن، سورۃالنساء:105، ص:203۔

[5] ابوعبداللہ، محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ، ذکر ہدم قریش الکعبۃ، ط:دار الکتب العلمیۃ، 1/117۔

[6] البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب التقاضی والملازمۃ فی المسجد ط:دار طوق النجاۃ، رقم الحدیث:457۔

[7] البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب المساقاۃ، باب سکر الانہار، ط:دار طوق النجاۃ،، رقم الحدیث:2359۔

[8] الآلوسی، شہاب الدین محمود، تفسیر روح المعانی، سورۃالنساء، الآیۃ:65، ط:مکتبہ رشیدیہ، 5/95۔

[9] القشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب وعید من اقتطع حق مسلم بیمین فاجرۃ، ط:المکتبۃ الفاروقیۃ، رقم الحدیث:200۔

[10] البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب الصلح، باب اذا اصلحوا علی جور، ط:دار طوق النجاۃ، رقم الحدیث:2695۔

[11] البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب الاحکام، باب کتاب الحاکم الی عمالہ، ط:دار طوق النجاۃ، رقم الحدیث:7192۔

[12] النسائی، احمد بن شعیب، کتاب الوصایا، باب قضاء الدین قبل المیراث، ط:دار المعرفۃ، رقم الحدیث:3639۔

[13] الترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذی، ابواب الاحکام، باب ماجاء فی التشدید علی من یقضی لہ بشیء، ط:دار الغرب الاسلامی، رقم الحدیث:1339

[14] الترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذی، ابواب الاحکام، باب ماجاء القاضی لایقضی وہو غضبان، ط:دار الغرب الاسلامی، رقم الحدیث:1334

[15] السجستانی، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داود، کتاب الاقضیۃ، باب کیف القضاء، ط:دار المعرفۃ، رقم الحدیث:3582۔

[16] السجستانی، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داود، کتاب الدیات، باب الدیۃ کم ہی، ط:دار المعرفۃ، رقم الحدیث:4543۔

[17] البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب الفرائض، باب الولد للفراش، ط:دار طوق النجاۃ، رقم الحدیث:6749۔

[18] الترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذی، ابواب الحدود، باب ماجاء فی الشفعۃ، ط:دار الغرب الاسلامی، رقم الحدیث:1368۔

[19] السجستانی، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داود، کتاب الاقضیۃ، باب فی طلب القضاء، ط:دار المعرفۃ، رقم الحدیث:3574۔